سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

بدفالی ایک شرکیہ فعل

(۲)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ لٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (الاعراف:۱۳۱)

درحقیقت انکی فال بدتو اللہ کے پاس تھی مگران میں سے اکثر بے علم تھے۔

قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ (یٰسین:۱۹)

رسولوں نے جواب دیا تمہاری فال بد تو تمہارے اپنے ساتھ لگی ہوئی ہے کیا یہ باتیں تم اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی۔اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔

عن معاویه بن الحکمؓ قال قلت یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اموراً کنا نصنعها فی الجاهلیة کنا نأتی الکهان قال فلا تأتوا الکهان ، قال کنا نتطیر قال ذالك شئی یجده احدکم فی نفسه فلا یصدنکم قال قلت ومنا رجال یخطون خطا قال کان نبی من الانبیاء یخط ممن وافق خطه فذاك (رواه مسلم)

معاویہ بن حکمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کچھ باتیں ہم کفر کے زمانے میں کیا کرتے تھے(اب ان کا کیا حکم ہے؟) ہم کاہنوں کے پاس جا کر (غیب کی خبریں دریافت کیا کرتے تھے) فرمایا: اب انکے پاس مت جاؤ،انہوں نے عرض کیا کہ دوسری بات یہ ہے کہ ہم پرندے اڑا کر نیک و بد فال کے بھی قائل تھے،فرمایا: بدفالی ایک ایسی چیز ہے جس کے تم ہمشہ سے عادی چلے آتے ہو اس لئے تمہارے دلوں میں اس کا اثر تو ہوگا لیکن تم کو چاہیے کہ اس کی وجہ سے اپنے کام نہ روکو۔ میں نے عرض کیا ہمارے کچھ خطوط کھینچ کر غیب کی خبریں معلوم کرلیا کرتے تھے،فرمایا: خدا کے نبیوں میں ایک نبی ضرور اس علم کے مالک تھے،اب اگر کسی کا خط ان کے ساتھ مطابقت کر جاتا ہوگا تو وہ بھی درست ہو جاتا ہوگا(مگر وہ خبر کیسی ہوگی کہ درست ہے)

عن جابر قال سمعت النبیؐ یقول لا عدویٰ ولا صفرولا غول (رواه مسلم)

''حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ک ہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ مرض لگ جانا صفر اور غول بیابانی سب خیالات ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔''

محترم سامعین! پچھلے جمعہ کو آپ حضرات کے سامنے بدفالی کے حوالے سے چند معروضات پیش کرنے کی کوشش کی تھی مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے بات کو آگے نہ بڑھا سکا، بہر حال بدفالی ایک شرکیہ فعل ہے، فال لینے والے انسان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ یہ کام جو میرے ساتھ ہوا اس کا سبب فلاں چیز ہے، اکثر ہمارے علاقے میں جب صبح کے وقت کوا دیوار پر چیختا ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ آج کا دن پھر برا ہے، کیونکہ کوا چیخ رہا ہے، حالانکہ خیر وشر من جانب اللہ ہوتا ہے۔ بہرحال فال کے بارے میں ایک مرتبہ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: وما الفال؟ یعنی فال کیا ہے؟ تو نبی کریمؐ نے جواب دیا الكلمة طيبة یعنی اچھی بات وہ جو دل کو خوش کردے۔ مطلب یہ کہ ہر وہ بات جو فطرت انسانی کے مطابق ہو تو طبیعت اس کو اچھا سمجھتی ہے۔

جیسا کہ آپؐ کو دو چیزیں پسند تھی ایک خوشبو اور دوسری عورت۔ ایک روایت میں شہد اور میٹھی چیز کو محبوب گردانتے تھے۔ اچھی آواز اور کلام پاک کو پسند فرماتے تھے۔ اچھے عادات اور اچھے اخلاق کو محبوب گردانتے تھے کیونکہ اللہ نے انسان کی فطرت میں یہ وصف ودیعت فرمادی ہے کہ وہ اچھے نام کو چاہتا اور اس سے محبت کا خواہاں ہے۔ اسطرح اشیاء کے ناموں میں بھی یہ تاثیر رکھی گئی ہے کہ انسان اسے سن کر خوشی اور مسرت محسوس کرتا ہے، جیسے کامیابی، کامرانی، تندرستی، سرخروئی، مبارکباد وغیرہ سنتے ہی انسان کی طبیعت کھل کھلا اٹھتی ہے۔ دل مضبوط اور سینہ کھل جاتا ہے اور انسان کا جسم تازگی محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح بعض الفاظ یا اشیاء کے نام سنتے ہی انسان کی طبیعت پر بوجھ آجاتا ہے غم اور خوف کے آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ دل تنگ ہو کر گھٹن محسوس کرنے لگتا ہے۔

فال بد لینا حرام ہے: بہرحال فال بد لینا حرام ناجائز اور گناہ ہے، کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ ہمارے اوپر ایک پرندہ چیختا ہوا گزر گیا۔ ایک آدمی کہنے لگا خیر خیر یعنی بھلائی بھلائی۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس شخص سے لا خير ولا شر اس میں خیر ہے نہ شر۔ حضرت ابن عباسؓ نے سنتے ہی اسی بات کی تردید فرمائی کہ کہیں اس شخص کے دل میں خیر وشر کی تاثیر کا عقیدہ نہ پیدا ہو جائے، اسی طرح حضرت طاوسؒ اپنے ساتھی کے ساتھ سفر کو چلے راستے میں کسی مقام پر کوّا کائیں کائیں کرتا ہوا گزر گیا یہ سن کر حضرت طاوسؒ کا ساتھی کہنے لگا خیر خیر حضرت طاوسؒ گویا ہوئے اسکے پرواز میں کونسی خیر اور بھلائی ہے اور فرمانے لگے جاؤ میرے ساتھ سفر میں شریک نہ ہو کیونکہ تمہارا اعتقاد پرندے پر ہے خدا کی ذات پر نہیں ہے

پرندوں کی آواز میں خیر وشر نہیں: ولا هامه: هامه عرب اُلو کو کہتے ہیں اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ اگر اُلو کسی کے مکان پر جاتا تو وہ اسکو نحوست سے تعبیر کرتے تھے کہ اب میرے موت کا وقت آ گیا ہے یا

میرے گھر والوں میں سے کوئی مرنے والا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اس باطل عقیدہ کی ممانعت فرما دی کہ پرندوں کی آواز میں کوئی خیروشر پوشیدہ نہیں نہ کسی پرندے یا جانور کی آواز میں نحوست یا شئوم ہے۔ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ عن ام کرز قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اقروا الطیر علی مکنا تقا (رواه التر مذی) "حضرت ام کرز روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا کہ پرندوں کو اپنے گھونسلوں میں بیٹھا رہنے دو (اورانہیں اڑا کر اچھی یا بری فال نہ لیا کرو)

اسی طرح دوسری روایت میں اس عمل کو شرک کا عمل قرار دیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ

عن عبدالله بن مسعود عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الطیرة شرك قال له ثلاثا(رواه ترمذی)

''عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا بدفالی ایک قسم کا شرک ہے، تاکیداً تین بار یہی فرمایا''

صفر کا مطلب: آگے حدیث میں ذکر ہے کہ ولا صفر اور نہ ہی ماہ صفر میں نحوست ہے صفر کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے کہ صفر کیا چیز ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ایک قسم کا کیڑا ہے سانپ نما انسان کی پیٹ میں پیدا ہو جاتا ہے۔عرب اسکو خارش سے بھی زیادہ متعدی مرض گردانتے تھے۔آپؐ نے اس عقیدہ کی تردید کی۔دوسرے علماء کرام فرماتے ہیں جسمیں امام مالکؒ بھی ہے کہ صفر سے مراد ماہ صفر ہے کیونکہ مشرکین عرب ماہ محرم کو حلال کرنے کے لئے اس کے بدلے میں ماہ صفر کو حرمت والا مہینہ بنالیا کرتے تھے، جسکی تردید کی گئی ہے۔امام ابو داؤد محمد بن راشد سے نقل کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اہل جاہلیت یعنی مشرکین ماہ صفر کو منحوس سمجھتے تھے لہذا اس حدیث میں انکے اس عقیدہ اور قول کی تردید کی گئی ہے۔ابن وھب فرماتے ہیں کہ یہی قول زیادہ درست ہے کیونکہ ماہ رجب کو منحوس سمجھنا تطیر یا بدفالی ہے جسکی ممانعت کی گئی ہے اسی طرح مشرکین کا پورے ہفتے میں بدھ کے دن کو منحوس سمجھنا اور ماہ شوال کو منحوس سمجھنا خصوصاً نکاح وغیرہ کے معاملے میں غلط باتیں ہیں۔

ستاروں سے بارش کی امید: اسی طرح حدیث مبارک میں پوری تفصیل ذکر کی گئی ہے چنانچہ آگے فرماتے ہیں کہ ولا نَوءَ یعنی ستارے بھی منحوس نہیں ہیں اور نہ ہی یہ ستارے آپ کو کچھ دے سکتے ہیں، نَوءَ کے معنی ستارے کے ہیں،ایک حدیث شریف میں آپؐ کا ارشاد مبارک ہے۔

ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت جاہلیت کے چار کام ترک نہیں کرے گی (۱) خاندانی شرافت پر فخر کرنا (۲) نسب میں عیب اور نقص نکالنا (۳) ستاروں سے

بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا، اور (۴) نَوءَ کرنا۔

میرا مطلب اس آخری جملہ سے یہ ہے کہ بعض لوگ ستاروں کی وجہ سے بارش کے قائل ہیں یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلاں ستارے نے ہم پر بارش برسائی، فلاں ستارے نے برسائی حالانکہ بارش صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادے ہی سے ہوسکتی ہے۔ اسمیں ستاروں کا کوئی عمل دخل نہیں۔

صحیحین میں حضرت زید بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز ایسی رات پڑھائی جسمیں بارش ہوئی تھی آپؐ نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ نے کیا ارشاد فرمایا؟ صحابہ کرام نے عرض کی کہ اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ آج صبح میرے بہت سے بندے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر، پس جس نے یہ کہا کہ یہ بارش اللہ کے فضل و کرم اور اسکی رحمت سے ہوتی ہے وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں سے اس نے کفر کیا اور جس نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں ستارہ کی وجہ سے کی گئی ہے اس نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔ بہر حال یوں کہنا کہ بارش فلاں ستارے یا فلاں منزل کیوجہ سے ہوئی، اس نے اللہ سے کفر کیا۔ بارش اللہ کی امر اور ارادہ سے ہوتی ہے نہ کہ ستاروں کیوجہ سے۔

آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ ولا غُوْل ہے غول عربی زبان میں بھوتنی کو کہتے ہیں یہ جنوں اور شیاطین کی ایک قسم ہے جو مشرکین عرب کے عقیدہ کے مطابق جنگلوں میں راہ چلتے مسافروں کو دکھائی دیتی ہے مختلف شکلوں میں تبدیل ہونا اسکا شیوہ ہے، بقول مشرکین یہ مسافروں کو بے راہ کر کے قتل کر دیتے ہیں آپ نے اس جملہ سے غول کی تردید فرمائی ہے۔ بہر حال میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی چیز کسی کو نقصان یا فائدہ نہیں دی سکتی، جب تک امر الٰہی نہ ہو، اگر ہم ذرا غور کریں تو ہمارا بڑا تعلق، اپنے گھر یا اھلیہ سے ہوتا ہے، اگر نحوست اور بدفالی وغیرہ کا قائل ہونا فی الجملہ ایک معقول بات ہوئی تو پھر ان دو چیزوں سے انسان بدفالی لیتا۔ چنانچہ حدیث مبارک میں بڑے صاف الفاظ میں نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ

عن سعد بن مالك ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لا هامة ولا عدوىٰ وطيرة وان تكن الطيرة فى شى ففى الدار والفرس والمراة (رواہ ابوداؤد)

سعد بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ھامہ، عدویٰ اور بدفالی سب باتیں بے حقیقت ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو وہ گھر، گھوڑا اور عورت میں ہوتی۔

میرے محترم سامعین! کسی چیز میں بھی نحوست اور بدفالی نہیں ہے اور نہ ہی اس چیز پر اعتقاد رکھنا چاہیے، ہمارا اعتقاد رب لایزال کی ذات پر ہونا چاہیے، رب کائنات ہمیں ان بے ہودہ عقائد وخیالات سے محفوظ فرما کر حقیقی طور پر سچا مسلمان بنائے۔ امین